اردو کا کلاسیکی ادب

مثنوی رمز العشق

مع

چرخی نامہ

مصنفہ

غلام قادر شاہ

مرتبہ

گوہر نوشاہی

مجلس ترقیِ ادب لاہور

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول : فروری ۱۹۷۲ء

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : پروفیسر حمید احمد خاں
ناظم مجلس ترقیٔ ادب لاہور

مطبع : معارف پرنٹنگ پریس شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

طابع : حافظ عبدالرحمان

سرورق وغیرہ : مطبع عالیہ ۱۲۰/۵ ٹمپل روڈ، لاہور

قیمت : ~~دو روپے~~

مجلس ترقی ادب

بعونِ صناعِ مکین و مکان بفضلِ خلاقِ زمین و زمان

مثنوی زہرالعشق

مصنفہ

ناشر

مجلسِ ترقی ادب ۲- نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور

مندرجات

مقدمه : از مرتّب ۳
مثنوی رمزالعشق :
رمز العشق ۳۵
فی بیان الحقیقة اجمالاً ۳۵
فی بیان مراتب الوجوب اولها الاحدیة ۳۶
فی بیان الوحدة والتعین الاول ۳۶
فی بیان الوحدة والتعین الثانی ۳۷
فی بیان الاتحاد والحقیقة و تعداد مراتب الظهور ۳۸
فی بیان مراتب الحدوث اولها الروح ۳۹
فی بیان الایماء الی روح الروح ۳۹
فی بیان عالم المثال و انواعه ۴۰
اشارة الی لطیفة المثال الجامع ۴۱
فی بیان عالم الاجسام والاقسام ۴۱

فى الرمز الى لطيفة الجسم المطلق ۴۲

فى بيان المرتبة الاخيرة الجامعة لمراتب كلها ۴۲

فى بيان المراد والمنع عن الزندقة والالحاد ۴۳

رمز خفى لايعرفه الا ولى صفى ۴۴

فى مدح الشيخ الاجل رضى الله عنه ۴۶

فصل فى مدح المرشد المولى شيخى و ابى قدس سره ۴۷

فصل فى الخاتمة ۴۷

چرخى نامه ۴۹

فرهنگ اصطلاحات ۵۴

مقدمہ

بارھویں صدی ہجری کا زمانہ پنجاب میں آردو زبان و ادب کی ترویج کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے ۔ یوں تو اس دور میں پنجاب کے سبھی حصوں میں اردو زبان صوفیہ کے ہاں ذریعۂ اظہار کے طور پر مقبول ہو چکی تھی ، لیکن جس خطے نے اس سلسلے میں سب سے اہم خدمات انجام دیں ، وہ بٹالہ ضلع گورداسپور کا علاقہ ہے ، جہاں پنجاب کے مشہور صوفی بزرگ حضرت سید ابو الفرح محمد فاضل الدین بٹالوی اور ان کے ارادت مندوں نے تصنیف و تالیف کے ذریعے مذہبی تبلیغ کو جاری کیا ۔ پروفیسر حافظ محمود شیرانی نے اس ادبی مرکز کو "بٹالہ تحریک" کا نام دیا ہے ۔[1] "مثنوی رمز العشق" کے مصنف سید غلام قادر شاہ بٹالوی بھی اسی خاندان کے فرد تھے ۔ وہ حضرت ابو الفرح محمد فاضل الدین کے فرزند اور بٹالہ تحریک کے روح رواں تھے ۔

سید غلام قادر شاہ کے جدِ اعلیٰ شیخ ابو الحسن علی بغدادی معروف بہ بدیع الدین شہید حسنی جیلانی بسبیلِ سیاحت عراق سے بارھویں صدی ہجری میں ہندوستان وارد

۱۔ "پنجاب میں اردو" (طبع اول) ، ص ۲۲۶ ۔

ہوئے اور یہیں سکونت اختیار کرلی - آپ کا مزار موضع سہاری من مضافات پنجاب میں ہے -[1] سید غلام قادر شاہ کے دادا سید محمد عنایت اللہ ، شاہجہاں اور عالمگیر کے عہد میں سیالکوٹ ، کشمیر اور کابل وغیرہ میں مختلف اوقات پر قاضی القضاۃ رہے اور خان بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے -

حضرت ابو الفرح سید فاضل الدین بٹالوی بیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوکر تلاش معاش کی غرض اور شاہی لشکر میں شمولیت کی امید میں وطن سے نکلے- جب بٹالہ پہنچے تو کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ عسکری ملازمت کے ارادے کو ترک کر کے یہیں رہ پڑے اور تصوف میں دلچسپی لینے لگے[2]- سید فاضل بٹالوی ، شیخ محمد افضل لاہوری کے مرید ہوئے اور انھی کی خدمت میں سلوک کی منازل طے کیں - شیخ محمد افضل کی سکونت کلانور میں تھی اور مفتی غلام سرور لاہوری کے بقول حضرت ابو الفرح نے ان کی خدمت میں ابتدائی عمر ہی میں رسائی حاصل کرلی تھی - اس وسیلے سے حضرت ابوالفرح کا شجرۂ طریقت دو واسطوں سے حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری سے ملتا ہے جو سلسلۂ قادریہ کے مقتدر صوفیہ اور

۱- پنجاب میں اردو ، ص ۳۲۵ و ۳۲۶ ، بحوالہ "تذکرۃ الابرار" تصنیف غلام محی الدین بن عبد الکریم پشاوری - و مراسلہ سید بدر محی الدین (موجودہ سجادہ نشین سلسلۂ فاضلیہ) بنام شیرانی صاحب -

۲- ایضاً -

بلند پایہ مشائخ میں سے تھے[1]۔ اس جگہ یہ امر بڑی لائق توجہ ہے کہ مفتی غلام سرور لاہوری اور فقیر محمد جہلمی نے انہیں سلسلۂ نقشبندیہ کے مشائخ میں بھی شمار کیا ہے ۔ کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری ، حضرت شاہ سکندر کیتھلی کے مرید تھے اور شیخ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی سے بھی اجازت طریقت حاصل کی اور دونوں کی طرف سے صاحبِ ارشاد ہوئے [2]، لیکن سلسلۂ فاضلیہ کے درویش اپنے شجروں میں حضرات مشائخ مجددیہ کا ذکر نہیں کرتے اور حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کی محض ایک بیعت یعنی حضرت شاہ سکندر کیتھلی سے ارادت کو ہی مستحکم جانتے ہیں ۔ اس اعتبار سے حضرت ابو الفرح کا شجرۂ طریقت یوں ترتیب دیا جاتا ہے :

" حضرت ابو الفرح محمد فاضل الدین بٹالوی ، شیخ محمد افضل کلانوری ، شیخ ابو محمد لاہوری ، شیخ محمد طاہر لاہوری ، شاہ سکندر کیتھلی ، شاہ کمال کیتھلی ، شاہ فضیل، شاہ گدائے رحمان

۱- شیخ محمد طاہر لاہوری نے بروز پنج شنبہ وقت چاشت ۸ محرم ۱۰۴۰ھ میں ۵۶ برس کی عمر میں وفات پائی ، مادۂ تاریخ "روشن آفتاب" ہے ("حدیقۃ الاولیاء" مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری ، ص ۱۹) ۔

۲- "خزینۃ الاصفیاء" ، جلد دوم ، ص ۲۶۶ تا ۲۶۸ - "حدائق الحنفیۃ" مصنفہ فقیر محمد جہلمی ، ص ۴۴۲ تا ۴۴۳ ؛ نیز دیکھیے "تذکرۂ علمائے ہند" مصنفہ رحمان علی ، ص ۲۱۰ ۔

حضرت شمس الدین ، شاہ عقیل ، سید بہاء الدین ، سید شرف الدین ، سید عبد الرزاق ، حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی[1] ۔

اس جگہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سلسلۂ قادریہ میں شمولیت کی رو سے ، جس کا اقرار قریباً تمام سوانح نگاروں نے کیا ہے ، حضرت مجدد الف ثانی بھی حضرت شاہ سکندر کیتھلی کے مرید اور حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کے برادر طریقت ہیں ۔ حضرت مجدد الف ثانی کا سلسلۂ قادریہ سے متعلق شجرہ "جواہر مجددیہ" میں موجود ہے ۔[2]

حضرت ابوالفرح محمد فاضل الدین ۱۴ ماہ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ میں فوت ہوئے ، "غمِ عام" سے سال وفات برآمد ہوتا ہے ۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ نظم کیا ہے :

شیخ فاضل، پیرافضل، اہل فضل   بود ذاتش مصدر فضل و یقیں

۱۔ شجرۂ منظومہ ، ذخیرۂ شیرانی پنجاب یونیورسٹی لائبریری ہمراہ "مثنوی رمز العشق" نمبر ۱۴۶۲ (شیرانی) : شجرۂ منظومہ مطبوعہ مشمولہ "ہدیۂ کبریٰ" مترجمہ غلام حسین امرتسری ۔ نیز "خزینۃ الاصفیاء" ، جلد دوم ، ص ۲۶۷ و "حدیقۃ الاولیاء" ، ص ۱۹ ۔

۲۔ "جواہر مجددیہ" مصنفہ خواجہ احمد حسین خان نقشبندی ، ص ۲۳ و "خزینۃ الاصفیاء" ، جلد دوم ، ص ۲۶۶ ۔

رفت آخر از جہان بے ثبات　　در جناں از فضل رب العالمین
فاضل مقصود گو تاریخ او　　نیز فرما فاضل عام ، اہل دین
نیز مقبول نبی فاضل بگو　　ہادی[۱] اقطاب فضل حق بہ بیں
سرورا ! مشتاق برحق کن رقم　　انتقال آں شہ روئے زمین[۱]

حضرت ابو الفرح بہت بڑے عالم اور فارسی ، عربی ، اردو اور پنجابی کے بہت اچھے شاعر تھے۔ حافظ محمود شیرانی کے بقول :

"آپ نے چالیس کتابیں اور رسالے اپنی یادگار چھوڑے۔ ایک روایت ہے کہ تصانیف کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔ ان میں "قصیدۂ فخریہ" حضرت غوث الثقلین پر آپ کی عربی اور فارسی شرح اور ترجمہ "مواعظ الرحمان" کے نام ہم تک پہنچے ہیں۔[۲]"

"قصیدۂ غوثیہ" کی شرح آپ کی اولاد کے پاس ابھی تک محفوظ ہے۔ آپ کا اردو اور فارسی کلام "پنجاب میں اردو" اور "جواہر التصوف" میں شامل ہے۔[۳]

بٹالہ کی ادبی تحریک میں آپ کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کے مریدوں کی بھاری تعداد نے آپ کی تقلید میں اردو

۱۔ "خزینۃ الاصفیاء" ، جلد اول ، ص ۶۶۸ ۔
۲۔ "پنجاب میں اردو" ، ص ۲۴۲ ۔ حافظ صاحب کا بیان سید بدر محی الدین سجادہ نشین درگاہ فاضلیہ کے مکتوب (بحوالہ "شرائف غوثیہ") پر مشتمل ہے ۔
۳۔ "جواہر تصوف" (مطبوعہ) ، ص ۶ تا ۱۲ ۔

زبان کو وسیلۂ اظہار بنایا - جن میں حضرت شیخ نصیرالحق[۱] ، میاں امام بخش امامی، شیخ محمد حاجی، ناظمی، جلالا، علی، کامی اور آپ کے فرزند حضرت غلام قادر شاہ مصنف "رمزالعشق" کے نام قابل ذکر ہیں -

(۲)

سید غلام قادر شاہ ، حضرت ابوالفرح کے اکلوتے فرزند ، مرید اور جانشین تھے - لقب اہل اللہ اور تخلص 'غلام' تھا -[۲] والد کی وفات کے بعد مسند آرائے خلافت ہوئے اور درگاہ فاضلیہ کو رشد و ہدایت کا مرکز بنایا - دینی تعلیم کے لیے ایک مدرسے کی بنیاد رکھی جو تقسیم ملک یعنی ۱۹۴۷ء تک درس و تدریس کا مرکز رہا - شیرانی صاحب لکھتے ہیں :

"علم و عمل ، زہد و تقویٰ ، ریاضت و مجاہدت اور حال و قال میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے -[۳]"

حضرت ابو الفرح نے اپنی زندگی میں غربا اور مساکین

۱- ان کا کلام "پنجاب میں اردو" کے علاوہ "جواہر تصوف" میں بھی موجود ہے -

۲- "ہدیۂ کبریٰ" میں لکھا ہے : "مؤلف ضعیف تراب الاقدام اہل اللہ ، غلام قادر شاہ اور تخلص کا اظہار "رمز العشق" میں موجود ہے :

فاضل شاہ کا لے کر نام — سنو حقیقت کہے غلام

۳- "پنجاب میں اردو" ، ص ۲۵۰ : نیز "پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ" مصنفہ عبدالغفور قریشی ، ص ۱۱۹ -

کے لیے جو لنگر جاری کیا تھا ، سید غلام قادر شاہ نے اس کو بھی استحکام دیا ۔ اس لنگر کے اخراجات غالباً اس جاگیر کی آمدنی سے ادا ہوتے ہوں گے جو گرفن (Griffin) اور میسی (Massy) کے بقول بادشاہ فرخ سیر نے اس خاندان کو عطا کی تھی[1]۔ سید غلام قادر شاہ کی وفات شب یک شنبہ ۵ ربیع الثانی ۱۱۷۶ھ میں ہوئی ۔ "فوت مخدوم" مادۂ تاریخ ہے ۔[2]

سید غلام قادر شاہ کی مندرجہ ذیل تصانیف کا اب تک ہمیں علم ہو سکا ہے :

(۱) اردو ، فارسی اور پنجابی کلام : یہ کلام سہ حرفی ، غزل ، نعت ، مستزاد ، مسدس اور مانجھ کی اصناف میں ہے اور "پنجاب میں اردو" اور "جواہر تصوف" میں چھپ چکا ہے ۔

(۲) مثنوی رمزالعشق ۔

(۳) ہدیۂ کبریٰ : یہ فارسی زبان میں نثر کا رسالہ ہے ۔ اس کا موضوع وہی ہے جو "مثنوی رمزالعشق" کا ہے ، یعنی مقامات سلوک کا بیان اور تجربات و مشاہدات صوفیہ کی وضاحت ۔ اس کتاب کا ایک مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے

---

۱ ۔ ملاحظہ ہو : Chiefs and Families of Note in the Punjab, لاہور ، ۱۹۴۰ع ، جلد دوم ، ص ۵۲ ۔

۲ ۔ "پنجاب میں اردو" ص ۲۵۰ ۔

ذخیرۂ شیرانی میں موجود ہے[1]۔ ۱۹۲۴ء میں اس کا ایک ایڈیشن مع اردو ترجمہ مطبع ہندوستانی لاہور سے شائع ہوا تھا ۔ مترجم اور ناشر حکیم غلام حسین امرتسری تھے جو سلسلۂ فاضلیہ کی ایک شاخ "خیر شاہی" کے ارادت مندوں میں سے تھے ۔ کتاب کے آخر میں انھوں نے "خیر شاہی" طریقت کا شجرہ بھی درج کیا ہے ، یہ منظوم شجرہ اردو زبان میں ہے ۔ حکیمِ غلام حسین کی نسبت پانچ واسطوں سے حضرت غلام قادر شاہ تک پہنچتی ہے ۔ "ہدیۂ کبریٰ" کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے :

"ھو الاول و الآخر و الظاھر و الباطن ۔ منتہائے بے متناہی مر ذاتے را کہ ہمون ست محمد بصفات خود و ہمون ست محمود بآیات خود ۔"

اور خاتمہ جس میں مصنف کا نام بھی موجود ہے ، اس طرح ہے :

"مؤلف ضعیف تراب الاقدام اہل اللہ غلام قادر شاہ اراہ اللہ وجہہ فی مرآۃ وجہ حبیبہ ـــ والصلاۃ والسلام علی سید رسولہ و ہادی سبیلہ خیر العالمین اجمعین و آلہ و اصحابہ و التابعین و غوث العالمین سید الاولیاء و افضلھم اجمعین السید ابی محمد

۱- نمبر ۱۴۶۲ (شیرانی) ترقیمہ : "برائے پاس خاطر مشفقی و مکرمی حاجی صاحب رقم شد ۔ الراقم شہاب الدین ولد میاں رکن الدین ساکن جالندھر تمام شد کار من نظام شد ۔"

محی الدین سید عبد القادر الامین المسکین رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا و عن جمیع المریدین و شیخی و ابی و سیدی و سندی قدوۃ العارفین ابو الفرح محمد فاضل الدین قدس سرہ و جمیع اولیاء الاولین و الآخرین و عباد الصالحین اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔"

" ہدیۂ کبریٰ " کی نثر عربی الفاظ اور آیات قرآنی سے پُر ہے ۔ کہیں کہیں فارسی زبان میں اشعار بھی درج کیے گئے ہیں ، جن میں سے اکثر خود مصنف ہی کے معلوم ہوتے ہیں ۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے ارادت کا اظہار کتاب میں جا بجا نظر آتا ہے ۔ ہر بیان کے خاتمے پر لکھا ہے :
"یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ ۔"

"رمز الغشق" میں اصطلاحاتِ صوفیہ کو سمجھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ خاص طور پر اہم ہے ۔ صوفیانہ اصطلاحات کو استعارے کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اور پھر ان استعاروں کی اس طرح سے وضاحت کی گئی ہے کہ مقامات سلوک مصنف کے ذاتی تجربات نظر آتے ہیں ۔ مثال کے طور پر "رمز العشق" میں نور برزخ کا بیان یوں ہے :

علم وجود اور نور شہود — اس برزخ سوں کیا نمود
یعنی آپ کوں آپ پچھانا — روشن ہو کر دیکھا جانا
اول ہوکر ہویا آخر — باطن ہوکر ہویا ظاہر
سب اسماء و صفات کمال — ظاہر ہوئے علی الاجمال

اس برزخ کبریٰ کا جان   نام حقیقت احمد جان
اصل الاصل محمد جان   سبھ کچھ اس سوں ہویا عیان

اب اس مقام کی تشریح "ہدیۂ کبریٰ" میں ملاحظہ فرمائیے:

"نور برزخ مہدی را مانند شعلۂ کلاں برنگ سفید بر تارک سر کہ محل قلب احمر است ملاحظہ نماید - بعد مواظبت چنانچہ می باید نمایاں شود - باز پیوستہ چشم پوشیدہ ، نظر اندرونی را بر وے قائم دادہ و قلب صنوبر را بذکر ھُو، بملاحظۂ ھو النور مشغول دارد - تا آنکہ آں شعلۂ کلاں گردد و روز بروز منبسط گردد - و چوں ہمہ وقت بہ بسط تمام بے قبض مرئی گردد ، آں را متوجہ بدل خودگرداند تا آنکہ سر درآں پوشیدہ گردد - و برنگ ہمہ نور نورانی گردد - و ہمیں قسم آہستہ آہستہ تمام بدن را در آں داخل گرداند - تا آنکہ آں شعلہ بصورت تمام بدن گردد و صورت مثالی تمام عیاں گردد و وجود روحانی تمام نمودارشود - بعدہ آں صورت علیحدہ از صورت جسمی خود ملاحظہ نماید تا آنکہ جدا از بدن نمودار گردد - اولاً یک صورت نمایاں خواہد شد ، بعدہ بسار بسیار تا صد ہا خواہد رسید - و بعد مداومت کلام استفسار مقاصد و کوائف عالم نیز ظاہر خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ - و ایں شغل را شغل نور و شغل برزخ و شغل صورت مثالی و خیالی نیز می گویند . . ."[1]

(۴) صفاء المرآت : اس کتاب کا حوالہ حافظ محمود شیرانی صاحب

۱- مخطوطہ ورق ۱۷ تا ۱۸ ؛ مطبوعہ ، ص ۱۴و ۱۵ -

کے ہاں ملتا ہے[1]۔ اس کے دو نسخے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے ذخیرۂ آزر میں موجود ہیں۔ شیرانی صاحب نے واضح کیا ہے کہ یہ کتاب تصوف کے موضوع پر ہے۔

(۵) رسالۂ باید دانست :

ذخیرۂ مخطوطات شیرانی ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری ، اندراج نمبر ۱۵۰۴ -

آغاز :

"الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ علی رسولہ محمد و آلہ اجمعین یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ باید دانست کہ حضرت وجود را کہ حقیقۃ الحقائق است ، سہ مرتبہ است کہ آں را غیب می نامند" الخ

اس رسالے کے ابتدائی دو ورق مصنف کے مرید اور برادر نسبتی جان محمد نے نقل کیے ہیں لیکن دو ورق کے بعد خط کی تبدیلی یہ ظاہر کرتی ہے کہ رسالہ کسی دوسرے شخص نے مکمل کیا ہے ، ترقیمہ موجود نہیں ہے -

رسالۂ برزخیہ :

ذخیرۂ مخطوطات شیرانی ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری ، اندراج نمبر ۱۰۲۷ -

---

۱- "پنجاب میں اردو" ص ۲۵۰ -

رسالۂ برزخیہ اور رسالۂ باید دانست ایک ہی رسالے کے دو نام ہیں ، رسالۂ برزخیہ کا متن رسالۂ باید دانست سے مختلف نہیں ۔ اس مخطوطے کا ترقیمہ درج ذیل ہے :

”قدتمت ہذہ النسخة الشریفة من تصنیف قطب وقت و وحید عصر و بل قدمہ علی قدم غوث الثقلین و محبوب اللہ مولانا و ہادینا حضرت غلام قادر شاہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ۔ أرضا عنا و عن جمیع المریدین فقط بید خط بے ربط بندہ شاہ علی عفی عنہ بتاریخ پنجم رمضان المبارک ۱۳۰۶ ہجری المقدس تحریر یافت ۔“

(٦) رسالہ تحقیق حقیق :

ذخیرۂ مخطوطات شیرانی ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری ، اندراج نمبر ۱۵۰۴ ہمراہ مخطوطۂ رمز العشق و رسالۂ باید دانست بخط محمد جان ۔

”آغاز : الحمد للہ رب العالمین و الصلاة و السلام علی رسولہ محمد و آلہ اجمعین ۔ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ ۔ تحقیق حقیق بداں ارشدك اللہ و ایای طریق الحق و الیقین کہ اہل توحید سہ اقسام اند ۔ اول قایل اند بتوحید وجوبی از متکلمین و جمہور حکماء “ الخ

ترقیمہ : ”رسالہ مسمی بتحقیق حقیق من تصنیف مرشدی حضرت میاں عبد القادر سلمہ اللہ تعالیٰ ، مرید اضعف مریداں محمد جان غفر اللہ تعالی بحرمة مرشدہ ۔“

سید غلام قادر شاہ کے بعد ان کے بیٹے سید غلام غوث شاہ

اور ان کے بعد ان کے بیٹے ابو احمد سید محمد شاہ مسند آرائے خلافت ہوئے ۔ سید غلام غوث شاہ فارسی اور عربی کے عالم تھے ۔ ان کی ایک اُردو نعت "جواہر تصوف" میں موجود ہے ۔ سید غلام قادر شاہ کا چھوڑا ہوا بھاری کتب خانہ بھی انھی کے حصے میں آیا ، لیکن سکھوں کے ظلم و ستم کی نذر ہو گیا جنھوں نے کتب خانہ لوٹ لیا اور سید غلام غوث کے اثاث البیت کو کچھ لوٹا ، کچھ جلا دیا ۔ شیرانی صاحب نے اس واقعے کا ذمہ دار جے سنگھ کو قرار دیا ہے جس نے جساسنگھ رام گڑھیا سے بٹالہ اور کلانور کا علاقہ حاصل کرنے کے لیے مسلمانان بٹالہ پر ظلم و ستم روا رکھے ۔ شیرانی صاحب کے ہاں اس واقعے کا ماخذ غلام محی الدین ابن عبد الکریم پشاوری کی کتاب " تذکرۃ الابرار " ہے ، جس میں لکھا ہے :

"تا آنکہ قدم در میدان وقاحت گزاشتہ دست تعدی بر اماکن و مساکن آں حضرت (شیخ غلام قادر بٹالوی) دراز کردہ متاع و اشیا و مواد و اسباب لزومی و جمیع اثاث البیت بغارت بردند ۔ خصوصاً جواہر نایاب کتب کہ در نوادر روزگار و عجائب عالم بمرور دہور و چندیں مساعی جمیلہ و انواع ترددات جمع آمدہ ، شب و روز در مدرسۂ شریفہ مستعمل طلاب بود ، بدست آنچناں جہال افتاد کہ کتاب را از کباب و اسباب را از آسیاب فرق نمی کردند [۱] ۔"

۱۔ "پنجاب میں اردو" ، ص ۲۷۴ ۔ (محمد غوث بٹالوی کے ترجمے کے تحت) ۔

سید غلام غوث بٹالوی ۱۱۹٦ھ میں فوت ہوئے۔ سید غلام غوث کے بعد سلسلۂ فاضلیہ میں ان کے بیٹے ابو احمد محمد شاہ کو بہت شہرت اور عزت نصیب ہوئی۔ عقیدت مندوں نے انھیں اپنے جد اعلیٰ حضرت ابو الفرح سید محمد فاضل الدین شاہ کا ہم پایہ قرار دیا ہے۔ "فسانۂ نادر" کے مصنف فتح محمد نادر نے ان سے متعلق کسی "برگزیدہ" کا مندرجہ ذیل شعر نقل کیا ہے:

بٹالہ از دو محمد گرفت فضل و پناہ   یکے محمد فاضل دگر محمد شاہ[1]

سید ابو احمد محمد شاہ نے حضرت غلام قادر کی تصنیف "مثنوی رمز العشق" کی شرح لکھی، جو اپنے زمانے میں بے حد مقبول تھی[2]۔ سید محمد شاہ کی وفات ۱۲۴۴ھ میں ہوئی۔ عبدالغفور قریشی نے انھیں سید غلام قادر شاہ کا فرزند لکھا ہے جو درست نہیں ہے[3]۔ "عبرت نامہ" کے مصنف مفتی علی الدین نے لکھا ہے کہ: "ایں خاندان را مہاراجہ صاحب رنجیت سنگھ بہادر در قدر ہر شخص جاگیر وجہ معیشت دادہ بود و اکثر بہ آمد نذورات اہل بیعت و ارادت اوقات گزاری فقرای

۱۔ "فسانۂ نادر" تصنیف ۱۳۰۳ھ، مطبع شعلۂ نور بٹالہ، بار اول (سنہ طباعت ندارد)۔

۲۔ "و بر رمز العشق تصنیف جد بزرگوار خود بغایت شرح مرغوب و پسندیدہ نوشتہ و در کشف حقائق تصوف و بیان اسرار و اصطلاحات حضرات صوفیہ ـــ تعمق فراواں و تحقیق بسیار نمردہ" ("تذکرۃ الابرار" بحوالہ "پنجاب میں اردو"، ص ۲۵۱)۔

۳۔ "پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ"، ص ۱۱۹ تا ۱۲۱۔

ایں خاندان عالی شان می شود[1] ۔"

گمان غالب ہے کہ یہ جاگیر سید محمد شاہ ہی کو پیش کی گئی ہوگی ، اس طرح سکھوں نے اس ظلم اور زیادتی کا ازالہ کر دیا جو جیے سنگھ وغیرہ کے ہاتھوں ان کے والد کے ساتھ ہوئی تھی ۔ خاندان فاضلیہ کا تفصیلی شجرہ مع کوائف گرفن اور میسی کی تالیف : Chiefs and Families of Note in the Punjab میں اس طرح درج ہے :

SAYAD ABUL FARAH MUHAMMAD FAZL-UD-DIN
- Sayad Ghulam Qadir
  - Sayad Ghulam Ghaus
    - Sayad Muhammad
      - Sayad Ahmad (Sajjada Nashin)
        - Sayad Hussain (Sajjada Nashin)
          - Sayad Zahur-ul-Hussain
            - Khan Bahadur Sayad Nazar Mohy-ud-Din
              - Sayad Badr Mohy-ud-Din
            - Sayad Khurshid Mohy-ud-Din
          - Sayad Faiz Mohy-ud-Din
            - Sayad Muhammad (dead)
            - Sayad Ahmad
            - Sayad Mahmud
            - Sayad Hamid

۱۔ عبرت نامہ ص ۴ ، مطبوعہ پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور ۱۹۶۱ء ۔

The ancestors of this family, commonly known as the Mian family of Batala, Khan Bahadur Inayat-Ullah Shah, was *Qazi-ul-Quzat* or Chief Judge of the north-western territories in the reign of Shahjahan. His son, Sayad Muhammad Fazil-ud-Din, founded the *durgah* at Batala and became an influential spiritual leader at the time. He also established a *langar khana* and *Madrasa-I-Fazilla* in the town in the time of Aurangzeb; and when the influence of the family subsequently increased, King Farrukh Sayyar of Delhi granted the *durgah* a *jagir* with Sayad Ghulam Qadir as its custodian.

In the beginning of the 19th century, Sayad Ahmad Shah, the *Sajjada Nashin* rendered valuable services to Lt. Murray and Capt. Wade, the successive British Agents at Ludhiana. Because of his learning and intelligence he became an intimate friend of the former and not only wrote a History of India for him but also supplied him with valuable information about the court of Maharaja Ranjit Singh.

His son, Sayad Hussain Shah, exerted his influence on the side of the British in the Mutiny of 1857 and his *jagir* was upheld for life. He also was made a Provincial Darbari and founded the Zilla School at Batala.

Khan Bahadur Sayad Nazar Mohy-ud-Din Qadri, the present head of the family, is the grandson of Sayad Hussian Shah. He commands much respect both in the neighbourhood and elsewhere in the Punjab. He was of great use to the administration when the Provincial Congress was held at Batala in 1922 and used his influence in keeping order during the communal disturbance at Zaffarwal in 1929. He did extensive propaganda among his *murids* in Gujrat, Sialkot, Lyallpur, Hoshiarpur and other places through the agency of his *Anjuman-i-Islah* to keep aloof

from the Civil Disobedience Movement. The Khan Bahadur holds a hereditary seat in the Provincial Darbar and runs the *Langar Khana* founded by his ancestors.

His son, Sayad Badr Mohy-ud-Din is a member of the Punjab Legislative Assembly, an Honorary Magistrate and Joint Registrar, Batala.[1]

خاندان فاضلیہ کے موجودہ سجادہ نشین سید بدر محی‌الدین فاضلیہ کالونی فیروز پور روڈ لاہور میں رہائش پذیر ہیں ۔ انھوں نے "رمز العشق" کی اردو شرح لکھی ہے جو انھی کے اہتمام سے متن کے ہمراہ شائع ہو چکی ہے ۔ سید بدر محی الدین صاحب کے ایک چھوٹے بھائی نجم حسین سید پنجابی زبان کے بہت اچھے شاعر ہیں ۔

سید غلام قادر شاہ کے ارادت مند پنجاب کے مختلف حصوں میں موجود ہیں ۔ پیر کبیر حضرت غلام محی الدین اور حضرت خیر الدین شاہ صاحب سے شروع ہونے والے سلسلے انھی سے ملتے ہیں ۔ ان سلسلوں کے فارسی اور اردو زبان میں منظوم شجرے ، خطی اور مطبوعہ صورتوں میں دستیاب ہوتے ہیں ۔

(۳)

حافظ محمود شیرانی صاحب نے "پنجاب میں اردو" میں "رمز العشق" کے متعلق جو کچھ لکھا ہے ، اس کا خلاصہ یہ ہے :

۱۔ کتابِ مذکور، ص ۵۲ ، ۵۳ ۔

۱- "رمز العشق" مصنف کے والد بزرگوار کی زندگی ہی میں تصنیف ہو چکی تھی - کیونکہ اس میں انھوں نے اپنے والد کو خطاب کر کے بعض شعر لکھے ہیں -

۲- یہ مثنوی میر اثر کی مثنوی "خواب و خیال" سے (جو ۱۱۵۹ھ کی تصنیف ہے) اقدم ہے -

۳- اس مثنوی کا وزن عروضی خالص ہندی ہے ، نیز پنجابی لہجے کی تمام خصوصیات اس میں موجود ہیں -

۴- "رمز العشق" میں عربی الفاظ اور اصطلاحات کا استعمال کثرت سے ہوا ہے ، اس کی وجہ حضرت غلام قادر شاہ کی عربی زبان پر غیرمعمولی قدرت ہے -

۵- فقیر اللہ کی مثنوی "سرِ مکنون" (تصنیف ۱۲۰۴ھ) اس کی تقلید میں لکھی گئی -

۶- اس کی شرح مصنف کے پوتے ابو احمد محمد شاہ (متوفی ۱۲۴۴ھ) نے لکھی ، جس کا حوالہ "تذکرۃ الابرار" میں موجود ہے -

۷- یہ مثنوی صوفی حلقوں میں مقبول رہی ہے -

مصنف "رمز العشق" سید غلام قادر شاہ کے والد ابوالفرح سید محمد فاضل الدین ۱۱۵۱ھ میں فوت ہوئے - اس اعتبار سے "رمز العشق" کا زمانۂ تصنیف اس سنہ سے پہلے قرار پاتا ہے کیونکہ کتاب میں حضرت ابو الفرح کا ذکر اس انداز

سے کیا گیا ہے کہ ان کے زندہ ہونے کا گمان ہوتا ہے مثلاً :

دین دنی کا پشت پناہ والی میرا فاضل شاہ
ناہیں اس بن کویو میرا اس کا ہوں میں اس کا چیرا
نانہہ کسی سوں مجھ کو کام وہی ہے مولا وہی غلام
اپنے شاہ کا لے کر نام کہیا "رمز العشق" تمام

فقیر اللہ کی مثنوی "سر مکنون" کا "رمز العشق" کی تقلید میں تصنیف ہونا میرے نزدیک محل نظر ہے۔ اس کے دو اسباب ہیں :

۱۔ تصوف کے موضوع پر "رمز العشق" اردو کی اولین مثنوی نہیں ہے۔ اولیت ایک دوسری مثنوی کو حاصل ہے جس کا نام "گنج الاسرار" ہے۔ یہ مثنوی اردو زبان میں ہے اور اس کے مصنف پنجاب کے معروف صوفی بزرگ حضرت نوشہ گنج بخش ہیں جن کا زمانۂ حیات ۹۵۹ھ سے ۱۰۶۴ھ تک ہے۔ اس مثنوی کی بحر اور وزن بھی وہی ہے جو "رمز العشق" اور "سر مکنون" کا ہے۔ آغاز اس شعر سے ہے :

تو اندھلا تجھ کوں کیا سوجھے بھلے برے کوں تو کیا بوجھے

یاد رہے کہ "سر مکنون" کا مصنف فقیر اللہ حضرت نوشہ گنج بخش کے سلسلۂ نوشاہیہ کا مرید ہے اور اس کا شجرہ پانچ واسطوں سے حضرت نوشہ گنج بخش سے ملتا ہے۔ "گنج الاسرار" سلسلۂ نوشاہیہ کے درویشوں کے ہاں اوراد و وظائف میں شامل ہے، اس لیے فقیر اللہ کا "رمز العشق" کی بجائے

"گنج الاسرار" سے متاثر ہونا زیادہ قرین صحت معلوم ہوتا ہے۔[۱]

۲- "سر مکنون" کا انداز "رمز العشق" سے مختلف ہے : "رمز العشق" میں عربی اور فارسی الفاظ و اصطلاحات کی کثرت ہے ، اس کے بر عکس "سر مکنون" کی تراکیب اور اصطلاحیں بلکہ پورا مزاج ہندی زبان کا ہے - چند اشعار ملاحظہ فرمائیے :

انند سنا تیرے گن گاواں ہردم تیرا نام دھیاواں
انند بھئی ست گور میں پایا اچھا جاپ جس مجھے بتایا
اچھا جاپ جپاوے سویے جس کا ہردا نرمل ہوئے

چرخی نامہ کی بحر اور وزنِ عروضی کے بارے میں بھی شیرانی صاحب کی اسی رائے کو مد نظر رکھنا چاہیے جو انھوں نے رمز العشق کے وزنِ عروضی کے بارے میں دی ہے -

(۴)

"رمز العشق" کی ترتیب میں جو نسخے استعمال کیے گئے ہیں ، ان کی تفصیل درج ذیل ہے :

الف - حافظ محمود شیرانی نے اپنی کتاب "پنجاب میں اردو" میں رمز العشق کا ذکر کرتے ہوئے جن دو نسخوں

۱- "گنج الاسرار" کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے دیکھیے اس مثنوی پر میرا مضمون مطبوعہ "صحیفہ" ، مجلہ مجلس ترقی ادب لاہور ، اپریل ۱۹۶۶ع -

کو اپنے کتب خانے کی ملکیت بتایا ہے ، ان میں سے ایک نسخہ ۱۲۰۴ھ کا مکتوبہ تھا ، جس کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ اس کا خط نسخ تھا اور اس پر سنہری اور رنگین گلکاری ایرانی تقلید میں ہو رہی تھی۔ خاتمے پر یہ عبارت تھی :

نسخہ متبرکہ رمز العشق تصنیف حضرت غلام قادر شاہ قدس سرہ ساکن بٹالہ تمام گردید ۱۲۰۴ھ۔

حافظ صاحب کا یہ نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود نہیں۔ معلوم نہیں انہوں نے اپنے دوسرے ذخیرۂ کتب کے ساتھ یہ نسخہ لائبریری کو دیا ہی نہ تھا یا کسی حادثے کی نذر ہوگیا ، بہرحال مجھے دستیاب نہیں ہو سکا۔ دوسرا نسخہ محمد جان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اسی نسخے کو میں نے متن میں بنیادی حیثیت دی ہے اور نسخہ "الف" قرار دیا ہے۔ شیرانی صاحب نے صراحت کی ہے کہ اس نسخے کے کاتب یعنی محمد جان مصنف رمز العشق ، حضرت غلام قادر شاہ کے مرید اور سالے تھے اور انہوں نے یہ نسخہ مصنف کی زندگی میں ہی کتابت کیا تھا۔ (دیکھیے پنجاب میں اردو ، ص ۳۳۵ ، مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی)۔

اس نسخے کی تفصیل ابوالخیر صاحب کے ہاں مندرجہ ذیل ہے : (فہرست مخطوطات پنجاب یونیورسٹی غیر مطبوعہ)

"رمز العشق ــــ غلام قادر شاہ

RAMZUL — ISHK. No. 1504

FF 10; LL 12; Size 3.2" × 5" : 7.4" × 5,2"

Naskh; water spots without margin heading throughout in red ink; Scrib Mohammad Jan; not dated; explanatory in persian on margin.

A mystical poem by Mian Ghulam Kadir.

Begining :

وہی وہی نا دوجا کوئے

پر کہت ہو یا مھد ہوے

End :

اللہم بنور جمالہ

اس نسخے کی کتابت قدیم ہے - بعض الفاظ کی شکلیں بطور نمونہ پیش کرتا ہوں :

ار	بجائے	اور	ہوئا	بجائے	ہویا
بھت	"	بہت	سبه	"	سب
کوؤ	"	کوئی	کھجه	"	کچھ
کنھی	"	کبھے	بوجه	"	بوجھ
سوں	"	سے	پهر	"	پھر
موں	"	میں			

یائے معروف اور مجہول کا فرق واضح نہیں -

حواشی پر جس شرح کا ابو الخیر صاحب نے حوالہ دیا ہے ، اس کے چند نمونے یہ ہیں :

"یعنی آپ کوں آپ پچھانا روشن ہو کر دیکھا جانا

(خود را شناخت و خود بر خود تجلی کردہ خود را دید)

علم وجود اور نور شہود اس برزخ موں کیا نمود

(دانستن شدن، روشن شدن ، ظاہر شدن دریں پردۂ وحدت)

دوجا وحدت جان پیارے　　　پرکھت ہوے حقائق سارے

(احدیت ، وحدت ، مرتبۂ ذات ـ حقیقت محمدی و احدیت مرتبۂ اسمائے صفات) ـ"

"ب ، ج" ـ ذخیرۂ شیرانی مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ۱۴۶۳ نمبر اندراج کے تحت ایک قلمی مجموعۂ رسائل ہے جس میں دیگر مذہبی تصانیف کے ساتھ مصنف رمز العشق ، غلام قادر شاہ کے بارے میں مندرجہ ذیل تحریریں ملتی ہیں :

(۱) شجرۂ شریف خاندان فاضلیہ ـ
(۲) چرخی نامہ غلام قادر شاہ ـ
(۳) غزل نعتیہ غلام قادر شاہ ـ
(۴) رمز العشق ـ
(۵) رمز العشق (دوسرا نسخہ) ـ

بیاض مذکور میں کسی جگہ بھی سال کتابت کا حوالہ موجود نہیں ـ لیکن خط کی روشنائی اور کاغذ کے اعتبار سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ پہلی چار تحریریں ایک کاتب کی اور آخری تحریر کسی دوسرے کاتب کی ہے ، ہر چند کہ پہلی نظر ان دو خطوں میں اختلاف نہیں کر سکتی ، اس پر بحث ذرا آگے چل کر آئے گی ، فی الحال پہلی چار تحریروں کے کاتب کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ـ اس شخص کو غلام قادر شاہ سے چار واسطوں سے بیعت کا شرف حاصل ہے ـ

شجرۂ شریف خاندان فاضلیہ کے آخر میں شجرے کے مصنف کا نام نہیں جس سے واضح ہے کہ یہ بیاض کاتب کی اپنی ملکیت ہے ۔ غلام قادر شاہ کے نام کے بعد غلام غوث ، عبد الرسول ، منظور احمد اور غلام محی الدین کے نام ہیں اور آخری شخص کے بارے میں لکھا ہے :

مرا در ظل او محفوظ داری به نعمائے دو کون محظوظ داری

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لکھنے والا غلام محی‌الدین کا مرید ہے ۔ ان اشارات کے پیش نظر یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ چار واسطوں سے مصنف تک پہنچنے والا شخص ممکن ہے مصنف کا معاصر نہ ہو ۔ لیکن اس کے اہم ہونے میں شبہ نہیں ہو سکتا ۔ اب رمز العشق کے دو نسخوں کو لے لیجیےجو اس بیاض میں ہیں ۔ ان میں سے ایک کو میں نے نسخہ "ب" اور دوسرے کو "ج" کا نام دیا ہے ۔ ان دو نسخوں کو میں مختلف کاتبوں کی تحریر اور مختلف الخط کیوں کہتا ہوں ، اس کی وجوہ درج ذیل ہیں :

(۱) پہلا نسخہ ، اول مرتبہ کتابت ہونے کے بعد کسی دوسرے زمانے میں (جو ممکن ہے اس سے بہت قریب کا ہو) کسی دوسرے شخص سے نظر ثانی ہوا ۔ اس نسخے کا خط دوسرے نسخے کے مطابق ہے ، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شخص دوسرے نسخے کا کاتب تھا ۔ پہلے نسخے کی پہلی صورت کا متن دوسرے اور باقی دستیاب خطی نسخوں سے مختلف ہے ، جبکہ نظر ثانی شدہ متن ان کے مطابق ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے

کہ دوسرا نسخہ زیادہ صحیح اور مستند ہے ۔

(۲) پہلے نسخے کے خط میں حروف کے دائرے اور قوسین یوں ہیں کہ قاعدے سے ارتفاع کی طرف جاتے ہوئے قلم ترچھا اور نوک پر ہو جاتا ہے ۔ مثلاً ل ، ن اور س کے گھیروں کی بناوٹ ۔ اس کے برعکس دوسرے نسخے میں ان الفاظ کی کتابت میں قلم اوپر کی طرف جاتے ہوئے دبا ہوا ہے ۔ اس طرح "ت" اور "س" کے کش اور مد بھی دونوں نسخوں میں مختلف ہیں ۔

(۳) بعض مقامات پر الفاظ کی کتابت میں قدیم اور جدید کا بہت معمولی سا فرق بھی نظر آتا ہے ۔

اب میں "ب" اور "ج" کے الگ الگ کوائف پیش کرتا ہوں :

"ب" ۔ ذخیرۂ شیرانی نمبر ۱۸۶۳ ۔

سائز ″6.5 × ″10.3 : ″4 × ″7 ۔ فولیو ۱۲ ۔ سطور فی صفحہ ۹ ، کاغذ سیالکوٹی بھورا چکنا ، جھاسا ہوا ، کرم خوردہ ، جا بجا پانی کے دھبے ۔ اشعار فی صفحہ اوسطاً ۹ ۔ مصرعے آمنے سامنے ۔ خط نستعلیق ۔ عنوانات سرخ سیاہی سے ۔

آغاز : وہی وہی نا دوجا کوء پر کھت ہویا محمدؐ ہوء

اختتام : اللھم بنور جمالہ شرفنی بالحال و قالہ

تم تم تمام شد ۔ نسخہ رمز العشق ۔ یا فتاح

سنہ ندارد ۔ معاصر عہد کا ہے ۔ تفصیلی بحث اوپر درج

کی جا چکی ہے - نظر ثانی شدہ ہے - بعض مصرعوں کی پہلی اور نظر ثانی شدہ صورتیں یہ ہیں :

پہلی صورت	نظر ثانی شدہ صورت
جامع مطاق نانہہ مقید	ناہیں مطلق نانہہ مقید
ساتوں ہے طبقات زمین	ساتوں ہیں طبقات زمین
پھر دونوں کو ایک پچھان	پھر دونوں کو ایک ہی جان
ناہیں اس سوں مجھ کا کام	نانہہ ایسے سوں مجھ کوں کام

"ج" : ذخیرۂ شیرانی پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور نمبر ۱۸۶۳ سائز "6.5 × 3 10" : "4 × "7 - فولیو ۸ - اشعار فی صفحہ ۱۵ - کاغذ بھورا چکنا جھلسا ہوا ، حاشیے سے کرم خوردہ - جا بجا پانی کے دھبے - کناروں پر سرخ سیاہی کی لکیریں - عنوانات بھی سرخ سیاہی سے ہیں - متن کے درمیان اور کناروں پر فارسی زبان میں شرح ہے - شارح نامعلوم ، کاتب نامعلوم - خط نستعلیق - بیشتر الفاظ کی کتابت مرکب ہے - یائے معروف اور مجہول کا فرق نہیں - یک چشمی اور دو چشمی ہائے میں امتیاز نہیں -

آغاز : وہی وہی نا دوجا کوئی پرکھت ہویا محمدؐ جوئی

اختتام : اللھم بنور جالہ شرفنی بالحال و قالہ

تمام شد رمز العشق

"د" : ذخیرۂ شیرانی نمبر ۲۲۵۷ ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری ۔

فہرست مخطوطات پنجاب یونیورسٹی لائبریری مرتبہ ابو الخیر صاحب میں کوائف یہ ہیں :

RAMZUL ISHK No. 2257 (5267)

FF 23; LL 12; Size 3.2" x 5" : 6.5" x 4.5"

Nastalik; worm-eaten; with out margin; not dated; Scribe not known.

بعض الفاظ کی جدید کتابت بھی اس نسخے میں نظر آتی ہے لیکن ایسے الفاظ بہت کم ہیں ۔ مثال کے طور پر دوسرے نسخوں میں "یہہ" ۔ "ناہیں" ۔ "بہر" لکھا ہوا ہے لیکن اس نسخے میں ان الفاظ کی شکلیں "یہ" ، "ناہیں" ، "بہر" ہیں ۔

"ہ"۔ جواہر تصوف مرتبہ سید بدر محی الدین صاحب سجادہ نشین سلسلۂ فاضلیہ لاہور - ۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ - مطبوعہ ۔ رمز العشق مع اردو ترجمہ ، مانجھ و غزلیات وغیرہ فارسی و اردو ۔ اس مجموعے میں حضرت ابوالفرح محمد فاضل الدین شاہ ، سید غلام غوث ، سید محمد شاہ ، سید ظہور الحسین شاہ اور شیخ نصیر الحق بٹالوی کا کلام بھی شامل کر دیا گیا ہے ۔

سائز 20 × 16/30 ۔ کاغذ سفید ۔ خط نستعلیق ۔ طباعت عمدہ ۔

"و"۔ رمز العشق و سہ حرفی ۔ مرتبہ : صاحبزادہ شمس محی الدین قادری ۔

مطبع : صاحبزادہ پریس بٹالہ ، باہتمام صاحبزادہ سید شبیر حسن قادری ، سال طباعت : ۱۹۲۱ع ۔

اس نسخے کی طباعت کے دوران میں متن کی صحت کا خیال بہت کم رکھا گیا ہے ۔ صاحبزادہ صاحب کے پاس مذکورہ کتاب کا یقیناً کوئی خطی نسخہ ہوگا ، لیکن بعض مقامات کے مطالعے سے گمان ہوتا ہے کہ شاید مرتب متن کو پوری طرح پڑھ نہیں سکے اور کہیں کہیں جہاں مخطوطہ پڑھنے میں دشواری پیش آئی ، وہاں تصرف سے بھی کام لیا ہے ۔

(۵)

"چرخی نامہ" کا متن ذخیرۂ شیرانی ، پنجاب یونیورسٹی لائبریری کی بیاض نمبر ۱۴۶۳ سے حاصل کیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ یہ نظم اور کسی جگہ مطبوعہ یا خطی صورت میں دستیاب نہیں ہو سکی ۔

(۶)

مقدمے کی تیاری کے لیے جو مصادر استعمال کیے گئے ، ان کی فہرست درج ذیل ہے :

(۱) پنجاب میں اردو مصنفہ حافظ محمود شیرانی
(طبع اول ، ناشر انجمن ترقی اُردو
اسلامیہ کالج لاہور)

(۲) خزینۃ الاصفیاء مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری مطبع نول کشور

(۳) حدیقۃ الاولیاء ،، مفتی غلام سرور لاہوری مطبع خورشید عالم لاہور

(۴) حدائق الحنفیہ ،، فقیر محمد جہلمی ، نول کشور لکھنو ۱۸۸۶ء

(۵) تذکرہ علمائے ہند ،، رحمان علی ، نول کشور لکھنو ۱۹۱۴ء

(۶) جواہر مجددیہ ،، احمد حسین خان نقشبندی ملک چنن دین کشمیری بازار لاہور ۱۹۵۷ء

(۷) پنجابی زبان دا ادب ،، عبد الغفورقریشی ، تاج بک ڈپو لاہور (طبع اول)

(۸) فسانۂ نادر ،، فتح محمد نادر ، شعلۂ نور پریس بٹالہ (بار اول)

(۹) ہدیۂ کبریٰ ،، سید غلام قادر شاہ (مصنف رمز العشق) مترجم: حکیم غلام حسین مطبع ہندوستانی برقی لاہور ۱۹۲۴ء

(۱۰) جواہر تصوف مرتبہ سید بدر محی الدین، آستانۂ فاضلیہ فیروز پور روڈ لاہور

(۱۱) Imperial Grazatteer of India by W.W. Hunter. 1885

(۱۲) Chiefs and Families of Note in Punjab by Griffin and Massy. Vol. II 1940

(۱۳) مقالات قاضی فضل‌حق مرحوم ، بعنوان "پنجاب میں اردو"
مشمولہ ضمیمہ "پنجاب میں اردو" مصنفہ حافظ محمود
شیرانی ، مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی ، لاہور ۱۹۶۳ع

گوہر نوشاہی

مجلس ترقی ادب لاہور
۲۹ جنوری ۱۹۶۸ع

مثنوی رمز العشق

رمز العشق

وہی وہی لا دوجا کو　　پرگھٹ ہویا[1] محمد جو[2]
احمد محمد[3] ایک پچھانو　　ایک ہی دیکھو ایک ہی جانو
حمد کہو اور بہت درود　　فہو الحامد و المحمود
اول ، آخر ، باطن ، ظاہر　　ناہیں اس سوں[4] کوؤ باہر
انا من نورہ سنو بیان　　و الکل نورہ دھرو دھیان
سمجھ لیو اور بوجھو بات　　ایک ہی ذات ہے ، ایک صفات[5]
سب بڑھیائی اسے[6] مسلّم　　صلی اللہ علیہ و سلّم
صلی اللہ علیہ و آلہ　　و من انتساب بنور جمالہ
سیما شیخی عبد القادر　　نعم المولیٰ نعم الناصر

فی بیان الحقیقت اجمالاً

فاضل شاہ کا لے کر نام　　سنو حقیقت کہے غلام
دل سوں سنو حقیقت ساری　　ایک حقیقت سب موں ساری[7]
آپ سنے اور آپ سناوے　　کیا کہیے کجھ کہا نہ جاوے

---

(۱) و : ہوا
۲- ب ، ہ ، و : ہو
(۳) و : احمد
۴- و : توں
(۵) ہ : ایک ہی ذات
۶- و : وڈیائی اوس
(۷) د : لیاری

وہی سمیع ، بصیر، علیم　　ناہیں اس کا کوئی سہیم
کان و لم یک معہ شیئا　　و ھو الآن کما کان کہیا
غیر کہاں ہے دیکھ پیارے　　آپ ہی آپ ہے ہر ہر جا رے

فی بیان مراتب الوجوب اولها الاحدیت

جے توں چاہیں نور یقین　　جان مراتب حق کے تئین
اول کوں احدیت جان　　جس کا ناہیں نام نشان
اسم صفت کا ناںہہ مقام　　ہے بے رنگ نہ را کھے نام
ناںہہ ظہور خفا کا طور　　سلب ثبوت کا ناہیں ٹھور
مطلق ہے اطلاق سوں پاک　　ہو لا یدرک بالادراک
غیب الغیب ہے غیب الغیب　　ناہیں اس موں شک اور ریب
وہم و خیال کی ناہیں جاے　　بوجھا جانا کیوں کر جاے
لیس ھنالک انت و لا ھو　　احد صمد لیس سواہ

فی بیان الوحدت والتعین الاول

دوجا وحدت جان پیارے　　پرگھٹ ہوے حقائق سارے
مجمل ، مبہم ناںہہ مفصل　　اس کوں کہیں تعیّن اول
علم وجود اور نور شہود　　اس برزخ سوں کیا نمود
یعنی آپ کوں آپ پچھانا　　روشن ہو کر دیکھا جانا
اول ہو کر ہویا آخر　　باطن ہو کر ہویا ظاہر[1]
سب اسماء و صفات کمال　　ظاہر ہوئے علی الاجمال

---

(۱) و : آخر ہویا ، ظاہر ہویا

اس برزخ کبری کا جان   نام حقیقت احمدؐ جان
اصل الاصل محمدؐ جان   سب کچھ اس سوں[1] ہویا عیاں
جے نانہہ ہوتا نور وجود   اس آئینے موں[2] مشہود
کوئی نقش نہ ہوتا ظاہر   و ہو المرئی[3] و ہو الناظر
ہے احدی جمعی الشان   فہو الآن کما ہو کان
ازلی ابدی نور قدیم   فہو الاحمد لا بالمیم

فی بیان الوحدت والتعین الثانی

تیجا بوجھ تعین ثانی   اس حضرت موں میرے جانی
ظاہر ہوئے مضمر سارے   بھئے مفصل مجمل پیارے
سب اسماء و صفات الٰہی[4]   پرگھٹ ہوئے تمام کماہی
یوں ہی سب اسماء کیانی[5]   پکڑ ظہور ہوئے نورانی
کثرت علمی ہوئی تمام   بالاسماء و بالاحکام
واجب ممکن سوں ممتاز   فقر و غنا اور ناز و نیاز[6]
ہر ہر اسم وجوبی تائیں   مظہر کوئی خاص پچھانیں
اقدس فیض نیں کیا جوش   بوجھ حقیقت ہو خاموش
اثر موثر خوب پچھان   حضرت اسماء اور اعیان
ہر ہر شان موں طور نیارا   آن دوئی نے کیا پسارا

---

(۱) و : اس سے   (۲) و : میں
(۳) د : و ہو المولی   (۴) و سب صفات کمال الٰہی
(۵) د : بیانی   (۶) ، ، و : راز و نیاز

کیا کہتا ہوں[1] میں بورانا — دوئی کہاں ہے سمجھ نادانا
اسم وصف[2] کے معنی جان — تا ہووے یہ رمز عیان
اسم و مسمیٰ جانو ایک — سمجھ لیو اور بوجھو نیک
عین کہاں ہے آنکھاں کھولو — ایک ہی دیکھو ایک ہی بولو
صورت علمی ہے معدوم — عالم بناں نہیں معلوم
ظاہر علم موں کیا نمود — عین موں ناہیں اس کو بود
ایک وجود ہے ایک وجود — منہ الفیض و منہ الجود
و ھو الواحد حقاً حقا — تمت کلمۃ ربک صدقا

فی بیان الاتحاد و الحقیقت و تعداد مراتب الظہور

کہنے کوں ایہہ درجے تین — ایک حقیقت جان یقین
ہر درجے کا حکم پچھان — تاں توں ہووے ذوالعرفان
ہر درجے کا نام جدا ہے — ہر درجے کا کام جدا ہے
ہر ہر نام کے معنی اور — ہر معنی کا اور ہے طور
کہیں ہے اللہ[3] کہیں رحمان — کہیں سلام کہیں سبحان
کہیں علیم ، سمیع ، بصیر — کہیں مرید ، کلیم ، قدیر
کہیں ہے ہادی کہیں غفار — کہیں مضل[4] کہیں قہار
کہیں احد ہے کہیں ہے احمد — کہیں واحد ہے ، کہیں محمدؐ
کہیں ہے شاہد کہیں مشہود — کہیں ہے حامد کہیں محمود

---

(۱) د : ہوں ، ندارد
(۲) و : اسم صفت
(۳) ج : کہیں اللہ (ہے ندارد)
(۴) ہ : مذل

کہیں ہے عابد کہیں معبود   کہیں ہے ساجد[1] کہیں مسجود
ہر ہر نام کا جانوں شان   حفظِ مراتب لازم جان
یہ جو تینوں ہوئے بیان   خاص وجوب قدم کے جان
ہے معبودی ان سوں خاص   کرو عبادت با اخلاص

فی بیان مراتب الحدوث اولها الروح

اور مراتب خلقی تین   بوجھ لیو اور کرو یقین
اول حضرت روح پچھان   پاک ، لطیف ، منزہ جان
نانہہ اس شکل نہ مادہ صورت   یعنی جو اسباب کدورت
نان ہی روشن ، نانہہ تاریک   نانہہ وہ دور نہیں نزدیک
نانہہ محدود ، نہیں متناہی   نانہہ معلوم بکنہہ کماہی

فی بیان الایماء الی روح الروح

اول سرّ خدا کا ظاہر   ناہیں اس سوں[2] کوؤ باہر
سب اسرار کا ہے وہ مخزن   سب انوار کا ہے وہ معدن
جامع مطلق نانہہ مقیّد   یعنی ہے وہ نورِ محمدؐ
قلم الاعلیٰ ام کتاب   اس حضرت کا جان خطاب
نوری اول ما خلق اللہ   منہ بداء ما شاء اللہ
سب ارواح خواص عوام   پرگھٹ اس سوں[3] ہوئے تمام
کیا کرّوبی کیا جبروتی   کیا ملکوتی کیا ناسوتی

---

(۱) و : صاحب   (۲) و : اس توں
(۳) و : اس توں

سب کچھ اس سوں[1] ہویا عیان   فی الاعیان و فی الاکوان

علم سوں ہے اعیان کا عین   عین سوں ہے اکوان کا عین

وہی وہی ہے سب سوں ظاہر   فہو الاول و ہو الآخر

فی بیان عالم المثال و انواعہ

دوجا عالم بوجھ مثال   اس برزخ کا نام خیال

سب ارواح صفات معانی[2]   صورت پکڑ ہوئے نورانی

لیکن ہا اشکال لطیفہ   نانہہ مکدر نانہہ کثیفہ

لا تتبعض ، لا تتجزی   لا کسراً لا قطعاً قطعا

نانہہ ٹوٹیں نا توڑی جاویں   نانہہ مریں نہ ماری[3] جاویں

نانہہ صحیح نہیں بیمار   ناہیں سوویں ناں بیدار

نانہہ کہانے پینے کا ہول   ناہیں غایط ناہیں بول

یعنی جو نقصان کا طور   ناہیں اس کا ایہاں ٹھور

سب ہے یہ اجسام نورانی   نانہہ زمانی نانہہ مکانی

ظاہر جس سوں[4] ناہیں مدرک   ناہیں اس سوں ریب نئیں[5] شک

کر سینہ زنگار سوں[6] صاف   تاں توں دیکھیں سب اصناف

یہ برزخ دو قسم پچھان   مطلق اور مقید جان

---

(۱) و : اس توں
(۲) و : مکانی
(۳) ج : ماریں ، و : توڑیا ... ماریا
(۴) ج : سوں
(۵) و : اور
(۶) و : توں

جونہی[1] بیچ خیال انسانی اس کوں جان مقیّد جانی
اس سوں باہر مطلق جان ہر ہر آن سو ہر ہر شان
اور دو نوع عروج نزولی سمجھ لیو مت کرو فضولی
ہر ہر کے احکام جدا ہیں نام صفات مقام جدا ہیں
ہرموجود کوں اس برزخ موں[2] لا تحصی اشکال پچھانوں

اشارة الی لطیفة المثال الجامع

اصل اس کا ہے قلب محمد ناں ہے[3] مطلق ناںہہ مقید
وہی وہی ہے دیکھ پچھانا ناں کوُ اور نہ ہو بورانا
وہی وہی ہے صورت معنیٰ وہی وہی ہے اسم و مسمیٰ
وهو الاصل لکل مثال لیس له فی الکون مثال

فی بیان عالم الاجسام و اقسام

تیجا حضرت جسم یقین و هو العرش الی الارضین
سب افلاک کواکب سارے چار عناصر بوجھ پیارے
ساتوں ہیں طبقات زمین اور مرکّب جانو تین
اول کا ہے کونی نام دوجا بوجھ نباتی عام
تیجا دیکھ لیو حیوان ہر ہر کے انواع پہچان
ایہاں سب اشکال نورانی پھر[4] لباس ہوے ظلمانی

---

(۱) و : جو ہے
(۲) و : ہر موجود اس برزخ میں جانو
(۳) و : ہے وہ
(۴) ٥ : پہن

یعنی سب اسرار نہانی ہوے ہیں محسوس عیانی

فی الرمز الی لطیفة الجسم المطلق

اصل اس کا ہے جسم محمد صلی اللہ علیہ و مجد[1]
جامع مطلق نور النور پرگھٹ ہویا ہو مستور
ہر عالم موں ہے موجود ہر مشہد موں ہے مشہود
فهو الباطن فهو المضمر و هو الظاهر و هو المظهر

فی بیان المرتبة لاخیرة الجامعة لمراتب کلها

پیچھے سب کے میری جان سرّ خدا کا ہے انسان
صورت حق کی پر مخلوق ہم ہی عاشق ہم معشوق
سبھی کمال بوجہِ کمال بالتفصیل و بالاجمال
اس مظہر موں ظاہر خاص خاص الخاص ہے خاص الخاص
یعنی سب اسمائے الٰہی[2] پرگھٹ اسموں ہوے کماہی
بھئے اسماء و صفات کیانی اس موں ہوے سب رخشانی
مظہر کامل نسخہ جامع سر عمائی ہویا لامع
ظاہر اس کا عبدؐ پچھان باطن اس کا حق کر جان
لا انا الا هو فرمایا لا هو الا انا منایا
عالم جسم مسوٰی جان روح مصفا[3] ہے انسان
مولا آدم لمحی الرسم لولا الروح لبطل الجسم

---

(۱) و : مجد   (۲) ه : اسماد الٰہی
(۳) ه : مصطفیٰ

آخر سب کے بیچ نزول　　اول سب کے ہویا رسول
سب اکوان کوں ہے کل العین[1]　　بل لھم انسان العین
عرش و فرش ہیں اس کے تابع　　کل الکل ہے سب کا جامع
ہے وہ کل سبھی اجزا　　جب وہ جاوے سب کچھ جا
ہر عالم کا وہی مدار　　دنیا ، عقبیٰ کا سینگار
ساچ خلیفہ حق کا جان　　حق کر جانو حق کر جان[2]
سرّ خدا کا سرّ خدا　　کیا کہیے کچھ کہیا نہ جا
انا عرب بے عین کہایا　　انا احمد بے میم سنایا
کہنے سننے سوں ہے باہر　　اول ، آخر ، باطن ، ظاہر
کیا کہتا ہوں میں بے ہوش　　سن کر جانی ہو خاموش

فی بیان المراد والمنع عن الزلدقة و الالحاد

سات مراتب بوجھ پیارے　　ہر ہر کے ہیں حکم نیارے
ست گر سوں توں کر تحقیق　　ناںہہ ہو ملحد ناںہہ زندیق
فرق اور جمع موں فرق پچھان　　پھر دونوں کوں ایک ہی جان
بوجھ لیو تنزیہ کوں خوب　　ناں ہو ملحد ناں محجوب
بھی[3] تشبیہ کوں جانو لیک　　پھر دونوں کوں جانو ایک
ظاہر موں ہے وحدت کثرت　　باطن موں ہے کثرت وحدت
قدم وجوب کے سب اسماء　　جانو فاعل فی الاشیاء

---

(۱) ہ ، و : کالعین　　(۲) ہ : مان
(۳) کذا

ازلی ابدی ہیں[1] درکار ناہنہ معطل ناں بیکار
اس مشہد موں ہے مسجود[2] فہو القاصد[3] والمقصود
یونہی سب اسماء کیانی حادث جانو اور نقصانی
اس مظہر موں راکع ساجد فہو الطالب و ھو العابد
بندے کا ہے طاعت کام و اعبد ربک سنو کلام
کرو عبادت دن اور رات شرک اورشک سوں ہووے نجات[4]
کرو عبادت شرع آئین حاصل ہووے نور یقین
جس کوں ناہیں شرع گواہ جانو اس کوں تم گمراہ
حق نے کہیا نور مبین شرع کوں بیچ کتاب متین
جس کوں حاصل ناہنہ یہ نور طمع ، ہوا کا ہے مغرور
ناہنہ ہو اس کوں قرب وصال شرع بناں ہے قرب محال

رمز خفی لا یعرفہ الا ولی صفی

رمز خفی اور سرّ نہاں کہتا ہوں میں سنیو[5] جان!
اپنے آپ کو خوب پچھان جے چاہیں حق کا عرفان
عرف النفس کوں بے شک دائم عرف اللہ جزا ہے لازم
یعنی ممکن ہے نابود ناں مشہود نہیں موجود
ظاہر علم موں ہے معلوم حضرت عین موں ہے معدوم

---

(۱) و : ہے (۲) و : مشہود (۳) و : قادر
(۔) یہ شعر نسخہ 'ہ' اور 'و' کے علاوہ دوسرے نسخوں میں نہیں ہے (مرتب) (۵) ج : سن توں جان ۔ مثنوی میں لفظ "جان" کے مخاطب غالباً مصنف کے برادر نسبتی اور مرید "جان محمد" ہیں ۔ (مرتب)

ناں ہے اس کوں ذات صفات ناتھ کچھ کام نہیں کچھ کاج
ناتھ زمان مکان سوں کام ناتھ نشان نہیں کچھ نام
لیس له فی الکون مجال لا فی الماضی لا فی الحال
صورت خیالی ہیں اعیان[1] حق ہے ظاہر فی الا کوان
ایک ہی ذات تمام صفات اس کوں ثابت ہے اثبات
ایک ہی ذات تمام اسماء[2] اس کوں ثابت ہر ہر جا
ایک ہی ذات سب اس کے نام کہیں ہے خواجہ کہیں غلام
ناہیں تجھ کوں ذات صفات کون ہیں، کیا ہیں کہہ اے بات
عربی کیا کہتے ہیں خوش ثبّت عرشک ثم انقش
پھر اعیان کی سن توں بات اِن ھی الا کالمرآت
کیا کہیے اعیان کی خوبی سب اسماء صفات وجوبی
روشن ہوئے ان موں صاف بالآثار و بالاوصاف
یوں ہی حق آئینہ جان للاعیان[3] بلا نقصان
آپ ہی صورت آپ آئینہ اپنے آپ کوں آپ ہے بینا
انی انا الله بیچ قرآن انی عبدہ لیو مان
حق ہے بیچ محمدؐ ظاہر ہویا محمدؐ حق موں باہر
ناتھ ہے بنا محمدؐ کوئی ہر ہر جا موں اوہی اوہی
ہر جا اس کا نام نیارا وہی وہی ہے پیو پیارا
کہیں ہے آدم کہیں ہے حوا کہیں ہے شیثؑ کہیں ہے موسیؑ

---

(۱) و : صور خیالی عین اعیان (۲) و : تمام صفات . . . ہے اثبات
(۳) و : الاعیان

کہیں ہے یوسفؑ کہیں یعقوبؑ کہیں شعیبؑ ، کہیں ایوبؑ
کہیں داؤد، کہیں زکریاؑ کہیں ہے یحییٰ کہیں ہے عیسیٰ
کہیں عبد اللہ ، کہیں محمدؐ کہیں اسد اللہ نور مویّد
کہیں حسنؓ ہے کہیں حسینؓ کہیں بتولؓ نبیؐ کا نین
کہیں ہے سید محی الدین سّر حقیقت نور یقین
سبھی مظاہر اس سوں روشن آپ ہی ظاہر آپ موں روشن
احمدؐ احمدؐ ہے ہر جا کیا کہیے کچھ کہا نہ جا
ہے یہ سر خفی مکتوم محرم بنا نہ ہو معلوم
ناہیں محرم کو ، بِن پیر پیر ہی پیر ہے پیر ہی پیر

فی مدح الشیخ الاجل رضی اللہ عنہ

پیر ہمارا شاہ جیلانی جس کا ناہیں کوئی ثانی
سّر نبیؐ کا نور علیؓ کا واقف راز خفی و جلی کا
امر اس کا ہے امرِ اللہ اسم اس کا ہے اسمِ اللہ
ذات صفات کا ناہیں بیان فھو الجامع کل الشان
جد اپنے کا ہے وہ نائب عقل اور فکر سوں ہے وہ غائب
دین نبی کا ان سوں[1] روشن قدم ان کا ہے سب کی گردن
سب ولیوں کا ہے سردار غوث الاعظم قطب مدار
فردٌ لیس کمثلہ احد بحرٌ لیس بفضلہ امد[2]
رضی اللہ تعالیٰ عنہ الحقنا بالرحمۃ معہ

---

(۱) ج : اس سوں

(۲) و : اہد

فصل فی مدح المرشد المولی شیخی و ابی قدس سرہ

دین دنی کا پشت پناہ والی میرا فاضل شاہ
قطب حقیقت شمس یقین نائب سید محی الدین
عارف کامل دل آگاہ نورِ محمدؐ سرِ اللہ
اول ، آخر ، ظاہر ، باطن ہاتھ ہمارے اس کا دامن
ناہیں اس بن کوئی میرا اس کا ہوں میں اس کا چیرا
نانہہ کسی سوں مجھ کوں کام وہی ہے مولیٰ وہی غلام

فصل فی الخاتمۃ

اپنے شہ کا لے کر نام کہیا رمز العشق تمام
رمزالعشق کوں جس نے جانا بےشک حق کوں دیکھ پچھانا
حمد کہوں اور بہت سلام اول ، آخر ، نیک کلام
یا رب ! صل علیہ و آلہ واجعلنی فی حبہ و آلہ
اللھم بنور جمالہ شرفنی بالحال و قالہ

تمام شد

چرخی نامه

الف آپ کو خوب پچھان　　تو ہی صاحب تو سلطان
یہی معرفت ، یہی گیان　　جیوں جانے تیوں سمجھ ندان
ب ، باتین کجھ حاصل ناہیں　　نا کر جھیرے سمجھ کدائیں
کیوں اتھ دوری لنبی رائیں　　دیکھ الکھ کوں کھڑے مائیں
ت ، تحقیق جس آپ کوں کینا　　ہر کا بھید اسی نے چھنا
سِتّر پچھانا تے سر دینا　　اپنے آپ کوں آپ ہی بینا
ث ، ثابت کر گیان بچارو　　بر ہوں آ گن سوں بہتا جارو
و فی انفسکم خوب نروارو　　کہہ ہر تم سیں کہاں نیارو
ج ، جگت موں ہے جگ دیس　　دبھتا دانہ تکا پیس
گور کرپا کی ناہیں ریس　　وہ جانے جو دیوے میس
ح ، حیاتی پاوے سو　　خودی گواوے خود ہی ہو
چودھیں طبقیں پر گھٹ لو　　آپ ہی آپ نہ دوجا کو
خ ، خود کے جب پہنچے پاوے　　خودی بھلاوے خود کوں پاوے
ظاہر باطن آپ کہاوے　　سبھ نیں جائیں آپ سماوے
د ، دلیل اور ہادی آپ　　آپ ہی مائی آپ ہی باپ
آپ ہی مالا آپ ہی جاپ　　آپ ہی پُن اور آپ ہی پاپ
ذ ، ذکر کو ہت چت لا　　سمرت سمرت آپ بھلا
سن ہو کے سن ، سماء　　باقی کیا پھر آپ خدا

ر ، رب دی توں طاعت کر پاء نفس کے سر پر دھر
جت دل لاویں اسدا در و ما من دابۃٍ سمجھ مگر

ز ، زاہد اپنے پر مان نہ کر غیرت اس غیوروں ڈر
ایک ہی دیکھ اور ایک ہی پڑھ مکت لوڑیں تا جیوت مر

س ، سوہنا (ہے) سندر پیو ایسا دِسے ہمارا جیو
جیسا جیو ، وہیں میں کہیو سمجھ پیالا بھر بھر پیو

ش ، شہد اور ماکھی ایک وہی ایک سوں بھیا انیک
راوی کہوں بسنتر دیک جت دل جاویں اس دے نیک

ص ، صدا کا توں متوالا توں ہیں بین بجاون والا
توں ہیں خیرا ، توں ہے لالا توں ہیں پات اور توں ہے ڈالا

ض ، ضرور تم آپ بھلاؤ بھور گپھا میں آسن لاؤ
جوگی ہو کے جگت کماؤ تب جا انحد ناد بجاؤ

ط ، طالب مطلوب پچھان کہیا ہمارا دل سوں مان
لاری لاگے سب بھر دھان آپ گیان اور آپ دھیان

ظ ، ظاہر اور باطن پیارا نرگن سرگن ادا نکارا
دیکھا جانا خوب بچارا کس لینا او اپرا پارا

ع ، عنایت جب گور کینی اپنے تن کی سدھ بدھ دینی
میں ، توں ، دنیا کون کمینی جب اس خودی خدا کے چھینی

ع ، غور کرو تم گھر کے اندر کیوں تم جاؤ صورت بندر
ساجن بسے تمھارے اندر یوں کہتے ہیں شاہ قلندر

ف ، فقر کا پینڈا نیڑے جس نوں ڈھونڈے گھر میں تیرے
آنکھاں کھول پیارے میرے کوہ سن رے ہم کس کے ڈیرے

ق ، قرب اور بُعد کیا ہے جس نوں ڈھونڈے کہاں خدا ہے
عشق اللہ تو یہی سدا ہے پر گھٹ او گھڑا کھلا پڑا ہے

ک ، کنت مخفی جب بولا نحن و اقرب کا انتر کھولا
تب میں سمجھ پیارا تولا آپ ہی صاحب آپ ہی گولا

ل ، لوبھ اور وہی نصیب[1] اچرج ، نادر ، بہت عجیب
سمجھ بوجھ یہ رمز غریب آپ ہی دکھیا آپ طبیب

م ، مروت کی گت مان احساں کا احسان پچھان
کیوں نہ سمرین سیئے بھگوان جس تدھ کیتا ایہہ سامان

ن ، نہیں کوؤ ثانی اس دا بھینگا ہے جس دوجا دسدا
بھرم مٹاوے مرشد جس دا ہو جاوے وہ سونا مس دا

و ، وحدت سر غوطہ لا ! بولد ہو ہو کر بحر سما !
تحت ، فوق ، سب تیر وھا توئیں موج ، توئیں دریا

ہ ، ہادی کے چرنیں لاگ سرت سنبھال اور غفلت تیاگ
تاں توں سنیں اگھم کے راگ پھر کھت او گھڑیں تیرے بھاگ

ل ، لاگ کی سن توں بات   مل مل نہا وحدت کے گھاٹ
میل دوئی کا سگرے گہاٹ   جیہا مخمل ، تیہا ٹاٹ

الف ، آپ ہی دنک دکھانا   سیدھا ٹیڈھا ہو کر تھانا
گوز کی باتیں جس نے جانا   سگل جگت کا بھیا سیانا

ی ، یار جب مورے آیا   چھا کے دیتی مجھ جلایا
روم روم میں آپ سمایا   لمن الملک دمامہ لایا

تمام شد

---

(۱) کذا

فرہنگ اصطلاحات[1]

(الف)

اثبات : احکام عبادت کی پابندی ۔ ان باتوں کا قائم کرنا جو اللہ سے ملاتی ہیں ۔ (اصطلاحات) حق کا ظہور اور خلق کا مخفی ہونا ۔ (سرّ) ۔

اجسام نورانی: جمع جسم نورانی۔ جسم ، وہ مرکب ہے جو جنسِ عالی اور عرضِ واحد یا دو عرضوں سے یا چند اعراض سے مرکب ہو ۔ نہ یہ کہ دو جوہروں سے جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں ۔

احدیت : ذات پاک کا وہ مرتبہ جس میں کسی وہم و خیال کی گنجائش نہیں ۔

اسمائے الٰہی : وہ معنی اور استعداداتِ خاص جو حق تعالیٰ کے ساتھ قائم ہیں ۔ اسمائے الٰہی الھائیس ہیں ، یہ سب علی الترتیب ایک دوسرے سے متعلق ہیں اور ایک دوسرے سے پرورش پاتے ہیں ۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے سرّ دلبراں صفحہ ۳۹۲ تا ۴۰۰)

۱۔ فرہنگ اصطلاحات کی تیاری میں ''سرّدلبراں'' از محمد ذوق شاہ ، ''اصطلاحات صوفیہ'' از شاہ عبدالصمد اور ''جواہر تصوف'' مرتبہ سید بدر محی الدین سے مدد لی گئی ہے ۔ (مرتب)

اسمائے کیانی : حقائق کیانی یا صفات کے نام - اسمائے کلیہ حقائق کیانی یہ ہیں :

عقلِ کل ، نفسِ کل ، طبیعت کل ، جوہر ، شکلِ کل ، جسمِ کل ، عرش کرسی ، فلک البروج ، فلک المنازل ، فلک زحل ، فلک مشتری ، فلک مریخ ، فلک شمس ، فلک زہرہ ، فلک عطارد ، فلک قمر ، کرۂ نار ، کرۂ ہوا ، کرۂ خاک ، مرتبۂ جماد ، مرتبۂ نبات ، مرتبۂ حیوان ، مرتبۂ ملک ، مرتبۂ جن ، مرتبۂ انسان ، مرتبۂ جامع - اسمائے الٰہی کلیہ فاعل ہیں اور اسمائے کیانی ان کے مفعول ہیں -

(تفصیل کے لیے دیکھیے اصطلاحات صوفیہ ، ص ۲۴)

اسم و مسمیٰ : اسم سے محض لفظ مراد نہیں ، بلکہ اس سے مسمیٰ کی ذات باعتبار اپنی صفت وجودیہ و عدمیہ کے مراد ہے - صفت وجودیہ جیسے ، علیم قدیر ، صفت عدمیہ جیسے قدوس سلام -

اسم وصف : موصوف کی تخصیص کا لفظ :

اشکال : جمع شکل ، وجود ہستی حق تعالیٰ

اطلاق : احدیت اور لاتعین کا مقام ، اس مقام تک پہنچنے سے پہلے صوفی کے لیے اشیاء کو من کل الوجوہ غیر دیکھنا ضروری ہے -

اعیان : وہ مظاہر جن میں اسمائے الٰہی ، علمِ الٰہی میں ظاہر ہوتے ہیں ۔

اکوان : جمع کون کی ۔ وجود عالم بحیثیت عالم، نہ کہ بحیثیت حق ۔

اول و آخر : ذات بلا صفات اول اور ظہورِ ذات بصورت صفات آخر ہے ۔

(ب)

برزخ : وہ چیز جو دو مختلف چیزوں کے درمیان حائل ہو ، اس طور سے کہ دونوں میں واصل اور فاصل ہو ۔ ایک جہت سے ایک چیز اور دوسری جہت سے دوسری چیز متصل ہو ۔ برزخ کے کئی نام ہیں ۔ مثلاً (۱) حقیقتِ محمدیہ ، کہ ذات و بندہ کے درمیان واصل ہے (۲) عالمِ مثال کہ عالمِ ارواح اور عالمِ اجسام کے درمیان وسیلہ ہے ۔ (۳) تجلی ، عالمِ ارواح اور عالمِ اعیان کے درمیان ہے ۔ (۴) دل ۔ (۵) صدر (۶) ۔ علم ۔ (۷) اسماء ۔ (۸) تصور ۔

بود : بے رنگی ۔

(ت)

تشبیہہ : ذات باری تعالیٰ کا اشیا میں ظہور ۔

تعین : ذات باری تعالیٰ کا مرتبۂ ظہور ۔ یعنی حق تعالیٰ کا اپنی ذات کو پانا یا اس سے آگاہ ہونا ۔

تعین اول : ذات کا علمِ اجمالی ، جس میں ذات نے اپنے آپ کو انا سے تعبیر کیا - مرتبہؑ وحدت حقیقت محمدیہ -

تنزیہہ : ذاتِ حق تعالیٰ کا صفات نقص یا عیوب ممکنات سے پاک ہونا - اس درجے میں ذات ہر اسم اور ہر صفت سے مبرا ہے -

تین مرکب : روح حیوانی ، روح انسانی ، روح القدس -

(ج)

جزو : کثرات و تعینات -

(ح)

حق : اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں - بلحاظ اس کے کہ وہ حاضر ہے - وجود مطلق کہ جو ہر قید سے آزاد ہے -

حقیقت احمدیہ : وجود کا سب سے پہلا ظہور -

(خ)

خفی : روح میں ایک لطیفہؑ الٰہی جس کے سبب سے روح پر فیضانِ الٰہی ہوتا ہے اور صفات ربوبیت کی تجلیات وارد ہوتی ہیں -

خیال : سلوک کی ابتدا اور انتہا کا نکتہ - تعین اول ، حقیقت محمدیہ -

(د)

دل : لطیفہؑ روحانی ، لطیفہؑ ربانی ، حقیقتِ انسانی -

مظاہر جلال و جمال ۔ "جس نے دل کو پہچانا ، اُس نے خدا کو پا لیا ۔"

(ذ)

ذات : وجود مطلق ، اس طور پر کہ تمام اعتبارات ، اضافات نسبتیں ،اور وجوب اس کے سامنے ساقط ہو جاتے ہیں ۔ مرتبہ واحدیت ۔

ذوالعرفان : صاحبِ عرفان ، سالک ، مرشدِ کامل ۔

(ر)

روح : اسرارِ خداوندی میں سے ایک سر ، عام معنوں میں زندگی سے عبارت ہے ۔ روح تین اجزاء سے مرکب ہے :

(۱) روح حیوانی : وہ ہوائے لطیف جو جسم میں زندگی کی صلاحیت پیدا کرتی ہے ۔ اُس کا قلب سے بے تعلق ہوجانا موت ہے ۔

(۲) روح انسانی : اللہ کا نور ہے جس کا پرتو روحِ حیوانی پر پڑتا ہے ۔ اسے روح ملکوتی بھی کہتے ہیں ۔

(۳) روح القدس: یہ وجود حق تعالیٰ سے ایک خاص وجہ ہے جو احاطہ کن سے خارج ہے ۔ اور مخلوقات میں شامل نہیں ۔ نقائص سے پاک ہے ۔ اسے سرّ الٰہی اور روح الارواح بھی کہتے ہیں ۔

روح وصف : روح القدس (دیکھیے حاشیہ گزشتہ)

سِرّ : بھید الٰہی ۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے اصطلاحات صوفیہ، ص ۴۷، ۴۸) ۔

سلب : تمام اعمال ظاہری اور احوال باطنی میں سالک کا اختیار چھن جانا ۔

(ش)

شاہد : حق بہ اعتبار ظہور و حضور ۔

شہود : حق تعالیٰ کا مشاہدہ ، جس چیز پر نظر ڈالے ، حق ہی کو دیکھے ، غیر حق کو نہ دیکھے ۔

(ص)

صفت : ظہورِ ذات کو صفت کہتے ہیں ۔

صورتِ علمی : حقیقت ممکنات ۔ جہاں کسی چیز کو واقعی اور فی النفس الامر بیان کرنا مقصود ہوتا ہے ۔

(ع)

عبد : مرتبۂ ظہور ذات ۔

عروج : انسان کے لاتعین کی جانب سفر کا ایک مقام ۔

علم : کسی چیز کا کماحقہ جاننا ۔

(غ)

غیب الغیب : جو چیز اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے پوشیدہ

رکھے ، وہ غیب ہے ۔

غیر : عالم کون ، اس کے دو اقسام ہیں ۔ (۱) عالم لطیف جو روح ، عقول و نفوس کی طرح ہے ۔ (۲) عالمِ کثیف عرش ، کرسی ، فلک ، خاک ، آب ، باد ، آتش ، نبات ، حیوان ، وغیرہ ۔ اس مرتبے کو ماسوائے اللہ اور کائنات بھی کہتے ہیں ۔

(ف)

فاعل : افعال الٰہی میں پہلا مرتبہ ابداع کا ، دوسرا خلق کا ، تیسرا صنعت کا اور چوتھا فعل کا ہے ۔ فاعل صانع اور خالق سے کم تر مرتبہ رکھتا ہے ۔

فرق : حق سے خلق کی جانب واپس آنا ۔ مشاہدۂ عبودیت ۔

(ق)

قِدم : اللہ تعالیٰ کے وجود کا حکم ، مخلوقات کے وجود پر متقدم ہونا ۔

قرب : صفاتِ الٰہی سے متصف ہونا ۔ رفع تعینات ۔ حجاب خودی کا اٹھنا ۔

قلب : ایک جوہر نورانی جو مادہ سے مجرد اور روح و نفس انسانی کے مابین ، ایک درمیانی چیز ہے ۔ حکماء اسے نفسِ ناطقہ کہتے ہیں ۔ روح اس کا باطن ہے اور نفسِ حیوانی اس کا ظاہر ہے ۔

(ک)

کثرت علمی : اسمائے الٰہیہ کا صورتوں اور آثار میں ظاہر ہونا ۔ قوس ظاہر العلم کا ایک مقام ، ذات کے مراتب ظہور۔

کل : نام حق تعالیٰ باعتبار اس کے کہ وہ مظہر ہے جملہ مظاہر کا ۔

کون : وجود عالم بحیثیت عالم نہ کہ بحیثیت حق ۔

(م)

مراتب خلق : غالباً مراد ہے عالم انسان کامل یا عالم ارواح ہے ۔

مطلق : اچھا کام کرنے والا ۔

مظہر : آئینۂ ظہور یعنی اعتبارات واقعیہ جن سے وجود مطلق نے ظہور پایا ۔

مظہر کونی : آئینۂ ظہور بہ اعتبار کون و مکان ۔

معبود : لائقِ عبادت ، ذات حق تعالیٰ ۔

معرفت : حق تعالیٰ کی پہچان ۔ منازل سلوک کا طے کر لینا ۔

معلوم : ظاہر ۔

ملحد : جس نے جملہ حجابات دوئی اور اعتبارات غیریت

کا حقیقی طور پر انکار کیا ہو ۔

ممکن : عالم مثال ۔ ماسوائے اللہ ۔ عالم ۔

موجود : اللہ تعالیٰ موجود حقیقی ہے اور کائنات موجود اضافی ہے جو وجود حق تعالیٰ سے موجود ہے ۔

(ن)

ناز : صفت الٰہی ۔ معشوق کا عاشق کو قوت ارادہ عطا کرنا بہ طریق موافقت ۔

نزولی : یہ سلوک کا ایک مقام ہے جس کی ابتدا نقطۂ وحدت ہے اور انتہا مرتبۂ جامع یعنی انسان ہے ۔

نفس : کسی چیز کی ذات کو اُس کا نفس کہتے ہیں ۔ نفس کی حقیقت اس کی روح اور روح کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہے ۔

نیاز : صفت عاشقیت ۔

(و)

واجب : جو اپنے وجود بقا کے لیے کسی غیر کا محتاج نہ ہو ۔

وجوب : ذات حق تعالیٰ ، کہ وہ اپنے وجود کو آپ مقتضی ہے اور عدم اس کا محال ہے ۔

وجود : ہستی ، ہستی مطلق ، واحدیت ، ذات کا وہ مرتبہ جہاں صفات سلب ہوں ۔

وحدت : وہ مرتبہ جس میں کثرت کا دخل نہ ہو۔ اس کے مقابل اُس کی کوئی ضد نہ ہو۔

وحدیت : ذات کا علم تفصیلی۔

وصال : تعین کا اُٹھ جانا اور ہستیٔ مجازی سے جدائی کا واضح ہو جانا۔

(ی)

یقین : جس میں شک و شبہ کو دخل نہ ہو۔